AL-MISBAH
RESEARCH JOURNAL
Recognized in "Y" Category Journal by HEC
ISSN (Online): 2790-8828. ISSN (Print): 2790-881X.

Volume IV, Issue III
Homepage: https://reinci.com/ojs3308/index.php/almisbah/index
Category Y
Link:https://hjrs.hec.gov.pk/index.php?r=site%2Fresult&id=1089437#journal_result

Article: نکاح مسیار کی شرعی حیثیت:ایک تقابلی جائزہ

Authors & Affiliations:
[1] **Sadaf Siddique**
Ph.D. Scholar, Department of Comparative Religion & Islamic Culture, University of Sindh, Jamshoro.
[2] **Dr. Hafiz Mukhtiar Ahmed Kandhro**
Assistant professor, Department of Comparative Religion & Islamic Culture, University of Sindh, Jamshoro.
Email Add: [1] sarimmyna@gmail.com
ORCID ID: [1] https://orcid.org/0009-0007-7696-4745
Published: 2024-07-23
Article DOI: https://doi.org/10.5281/zenodo.14497870
Citation: Sadaf Siddique, and Dr. Hafiz Mukhtiar Ahmed Kandhro. 2024. "نکاح مسیار کی شرعی حیثیت: ایک تقابلی جائزہ: THE ISLAMIC LEGAL STATUS OF NIKKAH-E-MISYAR: A COMPARATIVE STUDY". AL MISBAH RESEARCH JOURNAL 4 (03):86-100. https://reinci.com/ojs3308/index.php/almisbah/article/view/288.
Copyright's info: Copyright (c) 2023 AL MISBAH RESEARCH JOURNAL
CC BY
This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

ASIAN Research Index
INTERNATIONAL Scientific Indexing
EuroPub
Academic Resource Index ResearchBib
BASE
DRJI
OCLC WorldCat
ROOTINDEXING
Google Scholar

Published by Institute of Culture and Ideology, Islamabad.
+92-313-305-2561, +92-300-030-9933
www.almisbah.info
REINCI

AL-MISBAH RESEARCH JOURNAL
Vol.4, No.3, Sep-2024
Page no: 86-100

نکاح مسیار کی شرعی حیثیت: ایک تقابلی جائزہ

THE ISLAMIC LEGAL STATUS OF NIKKAH-E-MISYAR: A COMPARATIVE STUDY

*Sadaf Siddique
**Dr. Hafiz Mukhtiar Ahmed Kandhro

ABSTRACT

The term ‘‘Nikah Misyar’’ translated sometimes as ‘‘marriage of convenience’’ or ‘‘Traveller’s marriage’’. It is not found in Quran or Sunna or classical works of Islamic jurisprudence because it is introduced recently by some clerics. In Sunni Islamic law, Nikah Misyar is a type of sunny Nikah that is ostensibly carried out with the objective of allowing a couple to engage in intercourse in a permissible manner. The husband and wife thus joined abandon several marital rights, such as living together, the wife’s rights to housing and maintenance money (nafaqa) and the husband’s rights to housekeeping and access. There exit so much confusion in the society about this matter, is it halal or haram? Its answer simply depends upon the conditions in this Nikah, if the conditions are according to Shariah than it is halal, and on the other way if it does not fulfil the teachings of Islam then it is haram. This paper discusses the viewpoints of various religious scholars, regarding Nikah Misyar. Some forms of this marriage have more negative effects than others, such as a man staying in another country for some work and getting married for a period of time and then ending it. This form of Nikah-e-Misyar will have more negative effects on society, whereas on the contrary, if a man or a woman living in the same country or city, due to some of their own constraints, choose this easy form of marriage and also agree to it, then this form has positive effects.

Key words: Nikah Misyar, conditions, Nikah Aadi, Nikah Muta.

تعارف

"المسیار" عربی زبان کالفظ ہے جو کہ "السیر" سے نکلا ہے، جس کے معنٰی ہیں "سفر کرنا" یا "روانہ ہونا"۔ نکاحِ المسیار دورِ حاضر میں ایک متنازع مسئلہ کی حیثیت اختیار کر چکا ہے، نکاحِ مسیار کی شرائط و ضوابط میں اختلاف کی وجہ سے علما کرام، نفسیات دانوں اور قانونی ماہرین کے درمیان اس کے جائز یا ناجائز ہونے پر بحث جاری ہے۔

* *Ph.D. Scholar, Department of Comparative Religion & Islamic Culture, University of Sindh, Jamshoro.*
** *Assistant professor, Department of Comparative Religion & Islamic Culture, University of Sindh, Jamshoro.*

نکاحِ مسیار کی تعریف

نکاحِ مسیار، نکاح کی ایک ایسی قسم ہے جس میں نکاح کی تمام شرائط تقریباً پوری ہوتی ہیں مگر خاوند یا بیوی اپنے اپنے کچھ حقوق خود بخود اپنی مرضی سے چھوڑ دیتے ہیں مثلاً عورت اپنے کچھ حقوق مثلاً نان و نفقہ، رہائش یا شوہر کے ہمیشہ اس کے پاس رہنے یا اس کے علاوہ اسی قسم کے کسی اور حق سے دستبردار ہو جاتی ہے اور اس کے بدلے میں خاوند بھی عورت سے خدمت کروانے اور اپنے گھر کی نگہداشت کی ذمہ داری سے اسے آزاد کرتا ہے اور وہ اس عورت کے پاس آزادانہ آتا اور اس کے ساتھ جنسی تعلق قائم رکھتا ہے جس وقت میں دونوں کی یا عورت کی رضامندی شامل ہو، اور عموماً اس نکاح کو خفیہ رکھا جاتا ہے۔ نکاح مسیار کی ایک ممکنہ صورت یہ بھی ہے کہ مرد حالت سفر یا ملازمت کے لیے کسی دوسرے ملک میں جائے اور وہاں اپنی طبعی خواہش پوری کرنے کی حاجت ہو تو طلاق کی نیت سے نکاح کر لے۔[1] نکاحِ مسیار ایک بڑھتا ہوا رجحان ہے جو سعودی عرب سے ابھرا جو کہ اسلام کی جائے پیدائش ہے اور اب تقریباً یہ تمام امتِ مسلمہ میں پھیلتا جا رہا ہے، کیونکہ یہ نکاح رابطہ عالمِ اسلامی کے اجلاس میں، بہت سے حلقوں کے ۶۰ علماءِ کرام کی طرف سے منظور کردہ فتویٰ ہے، جس میں انہوں نے "مسیار شادی" کو درست قرار دیا ہے۔[2]

یہ نکاح سعودی عرب کے علاوہ خلیجی ممالک مصر، اردن، شام، تیونس و مراکش میں بھی عام ہو رہا ہے، لیکن یہ ایک ایسا نقطہ ہے جس پر امتِ مسلمہ متفق نہیں ہے اور بہت سے لوگ اسے ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں، گویا یہ نکاح ایک اختلافی مسئلہ بن چکا ہے کیونکہ معاشرے پر اس نکاح کے ذریعے حاصل ہونے والے مثبت اثرات کم اور منفی اثرات زیادہ ہیں۔

نکاحِ مسیار کی شرائط و ارکان

نکاحِ مسیار کے حکم میں ہونے والے اختلاف کی وجہ یہی شرائط اور اصول و ضوابط ہیں جو نکاحِ مسیار کے لیے مقرر کیے گیے ہیں۔

جن علماء نے نکاحِ مسیار کے جواز کا فتویٰ دیا ہے ان کے نزدیک شرعی نکاح کی تمام شرائط کا پورا ہونا ضروری ہے، صرف اتنا فرق ہو گا کہ فریقین میں سے کوئی فریق اپنے حق سے دستبردار ہو سکے گا، تو یہ جائز ہو گا۔ اگر علماء کرام کی مندرجہ بالا آراء کی روشنی میں سے ان کی بیان کردہ شرائط نکاح کو ماخوذ کیا جائے تو وہ یہ ہیں: ایجاب و قبول، ولی کی موجودگی، دو عادل گواہوں کی موجودگی، مہر کی آدائیگی، نکاح اعلانیہ ہو اور خفیہ نہ ہو[3]، طلاق کا اختیار مرد کے پاس ہو، بچے ہونے کی صورت میں باپ پر ذمہ داری منتقل ہو گی، مرد یا عورت باہمی رضامندی سے اپنے حقوق چھوڑ سکتے ہیں۔

اس نکاح کے جواز کا فتویٰ دینے والے علماء کے اصولوں کی تائید شیخ عبداللہ بن سلیمان بن المنیٰ (علماءِ سپریم کونسل کے ممبر) کے فتویٰ سے بھی ہوتی ہے، انہوں نے بھی مسیار کو قانونی قرار دیا جب یہ شرعی شادی کی شرائط کو پورا کرے جو اسلام میں ہیں اور انہوں نے صرف حقوق چھوڑنے کی بات کو درست قرار دیتے ہوئے حضرت سیدہ سودہؓ کی مثال دی جب انہوں نے اپنی باری حضرت عائشہؓ کے لیے ہبہ کر دی تھی۔[4]

نکاحِ مسیار کا حکم

اس قسم کی شادی میں علمائے کرام کی اصول و آرا مختلف ہیں، بعض کے نزدیک یہ صحیح اور حلال ہے، جبکہ بعض اسے جائز مگر مکروہ کہتے ہیں، جبکہ بعض اسے حرام قرار دیتے ہیں۔

دنیا کے ممتاز علمائے کرام، جنہوں نے اس کے جواز کا فتویٰ دیا ہے، میں شیخ عبدالعزیز بن باز[۵] اور شیخ ابن عثیمین ہیں، ان دو حضرات کے علاوہ نکاحِ مسیار کے جواز کے قائل علما میں مصر کے امام سید طنطاوی، مفتی شیخ نصر فرید، امام شیخ سعود شریم، صالح سدلان، علامہ یوسف القرضاوی، شیخ منصور رفاعی عبید، احمد شبلی اور محمود عبدالمتجلی خلیفہ وغیرہ قابلِ ذکر ہیں۔ جن بعض علماء نے اسے ناجائز قرار دیا ہے، ان میں پروفیسر ڈاکٹر قرہ داغی، شیخ عبدالعزیز المسند، ڈاکٹر عجیل جاسم اور علامہ ناصر الدین البانی وغیرہ شامل ہیں۔[٦]

جہاں تک پاک وہند کے علمائے کرام کا تعلق ہے تو ان میں سے بیشتر علما نکاح مسیار کو جائز قرار نہیں دیتے، ایسے علما میں اہلِ تشیع سمیت تقریباً تمام مسالک کی نمائندگی کرنے والے علما شامل ہیں جب کہ مفتی شکیل منصور القاسمی نے نکاح مسیار کو جائز قرار دیا اور ڈاکٹر حافظ محمد شکیل اوج کے نزدیک انعقادِ نکاح کی تمام شرائط کی موجودگی میں اس نکاح کو صحیح مانا جائے گا۔ مشہور عالم جاوید احمد غامدی کے نزدیک نکاحِ مسیار اعلانیہ اور غیر معین مدت پر مشتمل ہونے کی وجہ سے جائز ہے، جبکہ مفتی امانت علی قاسمی، علامہ محمد یوسف بنوری کے نزدیک یہ جائز نہیں۔ دارالافتاء والقضاء جامعہ بنوریہ کراچی کے جاری کردہ فتویٰ کے مطابق نکاحِ مسیار اصولاً جائز، لیکن مقاصدِ نکاح کے ساتھ ہم آہنگ نہ ہونے کی وجہ سے مکروہ ہے۔[۷]

نکاحِ مسیار کے قائلین کہتے ہیں کہ اگر نکاحِ مسیار کی درست شرائط کو مد نظر رکھا جائے تو یہ نکاحِ شرعی سے زیادہ موافقت رکھتا ہے۔ ولی کی موجودگی، گواہوں کی موجودگی، فریقین کی رضامندی، اور اعلانیہ ہونا اور مہر وغیرہ سب شرائط اس میں پائی جاتی ہیں سوائے اس شرط کے جسے اسلام نے جائز قرار دیا ہے کہ اگر خاوند یا بیوی میں سے کوئی اپنی مرضی سے اپنا حق چھوڑ دے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔[۸] مگر اس نکاح کو مکروہ یا حرام کہنے والے علما کرام کے بقول اس میں کچھ ایسی شرائط بھی پائی جاتی ہیں جو اسلام میں ممنوع ہیں مثال کے طور پر یہ نکاح عارضی ہوتا ہے کیونکہ لوگ اسے دیارِ غیر میں کچھ مدت کے لیے رہتے ہوئے اپنی سہولت کے لیے اختیار کر رہے ہیں اور غیر مقررہ مدت کے بعد ختم ہو جاتا ہے، جس کی وجہ سے معاشرہ بے راہ روی کا شکار ہو جاتا ہے۔ اور بعض اوقات مرد طلاق کا اختیار بھی عورت کو دے جاتا ہے کہ وہ مرد کے واپس لوٹ جانے پر خود ہی طلاق لے لے، جو کہ مغربی معاشرے میں رواج ہے، اور نکاح کو عموماً لوگ خفیہ رکھتے ہیں جو کہ ناجائز ہے۔

ان باتوں کی وجہ سے مانعین اس نکاح کو نکاحِ متعہ کے مشابہ قرار دیتے ہیں جسے رسول اکرم ﷺ نے منسوخ قرار دیا ہے۔ مانعین کا کہنا ہے کہ یہ نکاح، نکاحِ متعہ سے بھی بدتر ہے کیونکہ نکاحِ متعہ میں تو مدت مقرر ہوتی ہے جبکہ نکاحِ مسیار میں ایسی کوئی مدت بھی مقرر نہیں ہوتی۔ اور جن علماء نے اس کے جواز کا فتویٰ دیا ہے وہ یہ نہیں کہتے کہ اس نکاح میں وقت مقرر کیا جائے گا اور نہ وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ نکاح ولی کے بغیر درست ہو گا اور نہ وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ نکاح گواہوں اور اعلان کے بغیر درست ہو گا، اس بات کا ثبوت ان کی آراء اور اقوال سے بھی ظاہر ہو گا۔

ISSN-Online: 2790-8828
ISSN-Print: 2790-881X

نکاحِ مسیار کو مطلقاً جائز قرار دینے والے علما کی آراء واقوال:

شیخ ابنِ باز کی رائے

شیخ ابنِ باز سے نکاحِ مسیار کے بارے میں سوال کیا گیا کہ اگر مرد دوسری، تیسری یا چوتھی شادی کرے اور عورت اسے اپنی فیملی کے ساتھ رہنے پر مجبور کرے اور خاوند اس کے پاس بعض اوقات میں جائے جسے وہ دونوں اپنی مرضی سے دن یا رات میں طے کر لیں تو کیا یہ جائز ہے؟ انہوں نے جواب دیا، "اس میں کوئی غلط بات نہیں ہے، اگر شادی ان تمام حالات پر پورا اترے جسے شریعت نے مقرر کیا ہے جس میں ولی کی موجودگی اور دونوں اطراف کے والدین کی رضامندی شامل ہو اور دو گواہوں کی موجودگی جو اعلیٰ کردار کے مالک ہوں، تب دونوں فریق شرائطِ حقوق میں آزاد ہیں۔

کیونکہ نبی کریم ﷺ کا فرمانِ عام ہے:

" ان احق الشرط ان یو فی به ما استحللتم به الفروج "[9]

بے شک وہ شرط پوری کی جانے کی سب سے زیادہ مستحق ہے، جن کے ذریعہ تم نے عورتوں کی شرمگاہوں کو حلال کیا ہے۔

اگر دونوں فریق رضامند ہیں کہ عورت اپنے خاندان میں رہے گی اور خاوند کا وہاں رہنا دن میں نہیں ہو گا اور رات میں نہیں ہو گا یا پھر کچھ مخصوص دن یا رات میں ہو گا تو اس میں کچھ قباحت نہیں ہے یہاں تک کہ شادی اعلانیہ ہو اور پوشیدہ نہ ہو"[10]

شیخ عبد العزیز آل الشیخ کی رائے:

آپ سے سوال کیا گیا کہ آج کل نکاحِ مسیار کے حرام یا حلال ہونے پر بہت بحث ہے ہم اس کے بارے میں آپ سے حتمی رائے لینا چاہتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا، "نکاح کی کیفیت یہ ہو گی کہ دونوں فریق متعارف ہوں گے اور رضامندی ظاہر کریں گے اور دو گواہ اور ولی کی موجودگی ضروری ہو گی، اگر ایسی صورتحال ہو گی اور اعلانیہ نکاح ہو گا اور وہ مرد و عورت یا ان کے ولی نکاح کے بعد ولیمہ بھی کریں گے تو یہ نکاح جائز ہے اور اس کے بعد آپ اسے جو بھی نام دے لیں۔"[11]

مفتی اعظم علی جمعہ:

۲۰۰۹ میں اس وقت کے مصری دارالافتاء کے سربراہ مفتی اعظم علی جمعہ نے نکاح مسیار پر ایک فتویٰ جاری کیا جس میں کئی اعتراضات کا جواب دیا گیا، فتوے میں کہا گیا کہ اگر خاتون اپنی مرضی سے حقوق سے دستبردار ہو جاتی ہے تو اس سے نکاح پر کوئی فرق نہیں پڑتا، فتویٰ جاری کرتے ہوئے مفتی اعظم علی جمعہ نے کہا کہ نکاح مسیار نہ تو خاتون کی تذلیل کا باعث ہے اور نہ ہی اس سے انسانی حقوق متاثر ہوتے ہیں، کیونکہ یہ باہمی رضامندی سے ہوتا ہے۔[12]

فضیلۃ الشیخ عبد اللہ بن عبد الرحمٰن الجبرین:

دار الافتاء والدعوۃ سعودی عربیہ کے رکن، شیخ عبد اللہ بن عبد الرحمٰن الجبرین نے نکاحِ مسیار کے حکم کے بارے میں اپنی رائے دیتے ہوئے کہا:

' میں جانتا ہوں کہ یہ نام ایک نیا نام ہے، اور اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ کسی عورت سے شادی کر کے اسے اس کے گھر چھوڑ دیتا ہے، اور اس کے ساتھ تقسیم لازم نہیں کرتا، یارات کے قیام یا رہائش کا عہد نہیں کرتا۔ وہ اس کے پاس اس وقت جاتا ہے جو اس کے موافق ہوتا ہے، اور پھر رخصت ہو جاتا ہے اگر بیوی اس پر راضی ہو، لیکن اسے بیوی کے طور پر تسلیم کرتے ہوئے نکاح کا اعلان کرنا ضروری ہے۔ اولاد کا اس پر والدین کا حق ہے۔"[۱۳]

شیخ یوسف محمد المطلق:

دار الافتاء والدعوۃ والارشاد سعودی عربیہ کے رکن، فضیلۃ الشیخ یوسف محمد المطلق کے نزدیک بھی نکاح مسیار جائز ہے، وہ کہتے ہیں:

" جائز نکاح وہ ہے جس میں اس کے ارکان اور شرائط پوری ہوں، یہ شرط ہے کہ عورت اپنے نفقہ اور تقسیم (رات کے قیام کی تقسیم) سے دستبردار ہو جائے، یہ نکاح صحیح ہے۔"[۱۴]

فضیلۃ الشیخ ابراہیم بن صالح الخضیری:

سعودی عرب کی سپریم کورٹ کے قاضی شیخ ابراہیم بن صالح الخضیری نے نکاحِ مسیار کے حکم کے بارے میں بات کرتے ہوئے نکاحِ مسیار کو نہ صرف جائز قرار دیا بلکہ اس نکاح کو دورِ حاضر کی شرعی ضرورت قرار دیا، ان کے نقطۂ نظر کے مطابق مسیار شادی ہمارے دور میں قانونی اور ضروری ہے، خاص طور پر یہ معاشرے سے زنا کو ختم کرنے کی سب سے بڑی وجہ بن سکتی ہے اور عورتوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کو نکاح کے بندھن میں باندھ سکتی ہے۔ اور شادی کے دیگر معاہدوں کے مسائل کی طرح اس کے مسائل بھی موجود ہیں۔[۱۵]

شیخ ڈاکٹر حسین بن محمد بن عبداللہ:

امام محمد بن سعود یونیورسٹی کے سابقہ اسسٹنٹ پروفیسر ڈاکٹر حسین بن محمد نے نکاحِ مسیار کو خاص حالات میں جائز قرار دیا، ان کے قول کے مطابق مسیار نکاح، عام طور پر اپنے اصول اور شرائط کے حوالے سے، شرعاً جائز ہے، لیکن ان شرائط میں سے جن کے برے نتائج ہیں، تو صرف وہ ناجائز ہیں نہ کہ عقد، میرا خیال ہے کہ یہ نکاح شرعی قانون کے مطابق جائز ہے۔ لیکن یہ خاص انفرادی معاملات تک محدود ہے، جیسے کہ جسمانی طور پر معذور شخص، یا عورت کا دیگر معاملات کے لیے اپنے خاندان کے ساتھ رہنا ضروری ہو۔[۱۶]

شیخ الازھر محمد سید طنطاوی:

فضیلۃ الشیخ محمد سید طنطاوی، نکاح مسیار کے حکم کے متعلق جواز کا فتویٰ دیتے ہیں۔ نکاح مسیار کے بارے میں سوال کے جواب میں ان کا قول ہے:

" جب ان سے مسیار نکاح کے بارے میں پوچھا گیا کہ یہ وہ نکاح ہے جو گواہوں اور ولی کے ساتھ انجام پاتا ہے لیکن اس شرط پر کہ شوہر بیوی کے حقوق ادا کرنے کا پابند نہ ہو۔ انہوں نے کہا: جب تک یہ معاملہ اسی طرح ہے، تو یہ عقد اسلامی قانون کے مطابق صحیح ہے، اور بیوی کے حقوق کو پورا نہ کرنے پر اتفاق کیا گیا تھا اور جب وہ اس پر

راضی ہو، اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ ایک جائز قانونی نکاح ہے۔ محبت اور رحم پر مبنی ہے، اور زوجین اس پر متفق ہیں، جب تک کہ یہ جائز اور اچھا ہے اور حرام سے دور ہے۔ "[١٧]

شیخ نصر فرید واصل:

مصر کے شیخ مفتی نصر فرید واصل کے فتویٰ کے مطابق نکاحِ مسیار جائز ہے۔ اس بارے میں ان کی رائے خلاصتاً یہ ہے:

"نکاحِ مسیار حقیقت سے ماخوذ ہے، اور کچھ معاشروں میں اس کی ضرورت ہے، یہ عارضی شادی اور نکاحِ متعہ سے مختلف ہے۔ نکاحِ مسیار، ایک مکمل شادی ہے، جس میں قانونی معاہدے کے تمام ارکان کو پورا کیا جاتا ہے، جیسا کہ ایجاب و قبول، گواہ اور ولی، لیکن اس میں صرف یہ شرط پائی جاتی ہے کہ زوجین مسلسل ساتھ نہیں رہتے، بلکہ وقتاً فوقتاً ایک دوسرے سے ملتے ہیں، اور بیوی کا نان و نفقہ بھی خاوند کے ذمہ نہیں ہوتا، لیکن اس بیوی کے لیے ممکن ہے کہ وہ بوقتِ ضرورت نفقہ کا مطالبہ کرے باوجود سابقہ قول کے کہ وہ نفقہ کا مطالبہ نہیں کرے گی۔"[١٨]

ڈاکٹر سعد العنزی:

نکاحِ مسیار کے جواز کے قائلین میں سے ایک ڈاکٹر سعد العنزی ہیں، وہ نکاحِ مسیار کے جواز کا فتویٰ دیتے ہیں، ان کی رائے کے مطابق مسیار شادی ایک صحیح عقد ہے جو اپنے ارکان کو مکمل کرتی ہے، اور اس بات میں کوئی حرج نہیں کہ وہ اپنی پہلی بیوی کو باخبر کیے بغیر یہ نکاح کرے، یہ شادی ایک متفقہ معاہدہ ہے جو کہ شرعی مقاصد سے متصادم نہیں ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ مسیار شادی معاشرے میں انحرافات کو محدود کرتی ہے، عورت کو مکان اور عفت چاہیے، اور وہ اس معاہدے کے مطابق شوہر چاہتی ہے، جس میں تمام شرائط پوری ہوں۔[١٩]

علامہ یوسف القرضاوی:

علامہ یوسف القرضاوی نے نکاحِ مسیار کے جواز کا فتویٰ دیا، جس پر مابعد تنقید ہوئی تو انہوں نے اس بارے میں وضاحت دیتے ہوئے کہا:

" أنا لست من دعاة زواج المسيار ولا من المرغبين فيه،فلم أكتب مقالة في تحبيذه أو الدفاع عنه ولم أخطب خطبة تدعو إليه،كل ما في الأمر أني سئلت سؤالا عنه فلم يسعني أن أخالف ضميري،أو أتاجر بديني،أو أشتري رضا الناس بسخط ربي فأحرم ما أعتقد أنه حلال. "[٢٠]

میں نکاح مسیار کے حامیوں میں سے نہیں ہوں اور نہ ہی میں نے اس کے حق میں کوئی مضمون لکھا ہے اور نہ ہی میں نے اس کے لیے کوئی خطبہ دیا ہے۔ اس معاملے میں مکمل بات یہ ہے کہ مجھ سے نکاحِ مسیار کے بارے میں سوال کیا گیا، تو میں اپنے ضمیر کے خلاف نہیں جا سکتا، یا اپنے دین میں تجارت نہیں کر سکتا، یا اپنے رب کو ناراض کر کے لوگوں کی رضامندی نہیں خرید سکتا کہ میں حلال کو حرام قرار دوں۔

علامہ یوسف القرضاوی نکاحِ مسیار کے بارے میں اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ نکاح مسیار اگرچہ مثالی نکاح کا درجہ نہیں رکھتا ہے مگر جائز اور ممکنہ نکاح ضرور ہے، جو کہ ضروریاتِ زندگی، معاشرتی ترقی اور حالاتِ زندگی سے متعلق ہے۔[٢١]

نکاحِ مسیار کے حکم میں جواز مع الکراہت کے قائلین اور ان کی آراء:

شیخ ابنِ عثیمین:

سعودی عرب میں سینئر علماء کی کونسل کے رکن شیخ محمد بن صالح العثیمین نے نکاحِ مسیار کی پہلے اجازت دی مگر پھر معاشرے پر اس کے برے اثرات کی وجہ سے روک لیا اور رجوع فرمایا۔ جب شیخ صاحب سے ایک بار نکاح مسیار کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے ان الفاظ میں جواب دیا:

> " شروع میں تو ہم اس کے معاملے میں غیر سنجیدہ تھے اور کہتے تھے کہ ان شاء اللہ اس میں کوئی حرج نہیں، پھر ہمیں احساس ہوا، اس لیے ہم نے اس پر فتویٰ دینے سے گریز کیا، کیونکہ ہمیں اس شادی کے سنگین نتائج کا اندیشہ تھا۔ اس پر فتویٰ دینے سے پرہیز کیا۔ "[۲۲]

شیخ عبداللہ بن منیع:

سعودی عرب میں سینئر علماء کی کونسل کے رکن اور مکہ مکرمہ کی عدالت کے جج، عبداللہ بن منیع نے نکاح مسیار کے حکم کے بارے میں کہا:

> "یہ شادی، اس تصور کے ساتھ، میرے نزدیک حرام نہیں ہے، اگرچہ میں اس کو مکروہ سمجھتا ہوں اور اسے عورت اور اس کی عزت کی توہین سمجھتا ہوں، لیکن یہ اس کا حق ہے اور اس نے اسے قبول کیا ہے اور اس نے اپنے حق کو چھوڑ دیا ہے۔"[۲۳]

شیخ سعود الشریم:

مسجد الحرام کے امام اور خطیب شیخ سعود الشریم نے نکاح مسیار کے لیے جواز مع الکراہت کا حکم لگایا ہے۔ وہ کہتے ہیں:

> " یہ شادی پاک دامنی کو حاصل کرتی ہے، لیکن اس سے مسکن حاصل نہیں ہوتا ہے، اور زیادہ تر معاملات میں عورت ہی دعویدار ہوتی ہے، اس لیے وہ اپنے فوائد کا فیصلہ کر سکتی ہے۔ "[۲۴]

ڈاکٹر احمد الحجی الکردی:

نکاحِ مسیار کے بارے میں ڈاکٹر احمد الحجی الکردی کے بیانات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بھی نکاحِ مسیار کو جواز مع الکراہت کے حکم میں رکھتے ہیں۔

> ”میرے خیال میں یہ نکاح اس لیے صحیح ہے کہ یہ اپنی شرعی شرائط کو پورا کرتا ہے۔۔۔۔۔۔ اور جہاں تک اس کو مکروہ یا غیر مکروہ قرار دینے کا تعلق ہے تو اگر حالات کے مطابق اگر کسی کے لیے اس کی ضرورت ہو تو اس کے لیے یہ مکروہ عمل نہیں ہے، لیکن اگر بلا ضرورت مشغولیت اور خلفشار کے لیے ہو تو یہ مکروہ ہے، اور معاملہ نیت اور حالات پر منحصر ہے۔“[۲۵]

ISSN-Online: 2790-8828
ISSN-Print: 2790-881X

ڈاکٹر محمود ابو لیل:

ڈاکٹر محمود ابو لیل کی رائے کے مطابق جب نکاحِ مسیار اپنے ارکان و شرائط سے نکاحِ صحیح کی مثل ہو گا تو یہ مباح ہے، وہ کہتے ہیں میرے نزدیک جو بات راجح ہے وہ یہ ہے کہ یہ اصولی طور پر جائز ہے اگر یہ نکاح کے تمام ارکان و شرائط کو پورا کرے جو کہ ایجاب و قبول، ولی کی رضامندی، گواہان اور خاص طور پر بیوی کے ملک اور رہائش کی جگہ پر اعلانِ نکاح کرنا ہے۔ جہاں تک مہر، نفقہ، مسکن اور رات کے قیام کا تعلق ہے تو یہ عورت کے حقوق ہیں، اور اسے یہ حق حاصل ہے کہ اگر وہ اپنے لیے بہتر سمجھے تو اسے مکمل یا جزوی طور پر معاف کر دے، وہ قرآنی آیت سے دلیل پیش کرتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر بیوی کو اپنے خاوند کی طرف سے اعراض کا اندیشہ ہو تو صلح کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اس کے بعد حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کی سنت سے دلیل پیش کرتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ مختلف حالات میں ایک عورت کسی نہ کسی وجہ سے مشکل حالات سے گزرتی ہے، اس لیے ہم اس پر کوئی پابندی نہیں لگاتے۔[۲۶]

نکاح مسیار کو مطلقاً حرام یا ناجائز قرار دینے والے علماء کی آراء:

شیخ البانی کی رائے:

علامہ شیخ ناصر الدین البانی نے نکاحِ مسیار کو مطلقاً غیر مباح قرار دیا ہے۔ ان کے نزدیک یہ نکاح کثیر منفی اور مضر اثرات کا حامل ہے جس وجہ سے اس نکاح کی اجازت دینا درست نہیں ہے۔ شیخ البانی کا قول ہے:

" إن فيه مضاراً كثيرة علي رأسها السلبي علي تربية الأولاد وأخلاقهم."[۲۷]

بے شک اس نکاح میں کثیر تعداد میں ضرر موجود ہیں، جن میں اولاد کی تربیت اور اخلاق کی کمی شامل ہے۔

شیخ البانی نے دو وجوہات کی وجہ سے نکاحِ مسیار کی اجازت نہیں دی ہے۔ اس نکاح کا مقصد وہ نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ نے سورۃ روم میں فرمایا ہے،

" و من ايته ان خلق لكم من انفسكم ازواجا لتسكنوا اليها و جعل بينكم مودة و رحمة "[۲۸]

پس نکاح کی یہ قسم اس معیار پر پورا نہیں اترتی۔ خاوند کے اس بیوی سے جو بچے ہوں گے ان پر منفی اثرات مرتب ہوں گے کیونکہ ان کا باپ ان سے دور ہو گا یا پھر بہت کم آتا ہو گا۔

شیخ عبد العزیز المسند:

سعودی عرب کے وزیرِ تعلیم اور مکہ مکرمہ کے مشہور داعی شیخ عبد العزیز المسند نکاحِ مسیار کا رد شدید ترین الفاظ میں پیش کرتے ہیں:

> ” مسیار کی شادی ایک مذاق اور کھیل ہے... میسار کی شادی میں کوئی حقیقت نہیں ہے، اور مسیار کی شادی عورتوں کی توہین اور ان کے ساتھ ایک کھیل ہے... اگر مسیار کی شادی کی اجازت ہوتی یا موجود ہوتی تو فاسق شخص دو، تین، چار یا پانچ کے ساتھ کھیلتا،... اور یہ بدکاری کا ایک ذریعہ ہے... اور میں کہہ سکتا ہوں: "یہ بزدل لوگ ہیں جو اب مسیار شادی کا سہارا لے رہے ہیں۔“[۲۹]

ڈاکٹر عجیل جاسم النشمی:

کویت کے کالج آف شریعہ کے سابق ڈین، ڈاکٹر عجیل جاسم النشمی نے نکاحِ مسیار کے لیے غیر مباح ہونے کا حکم لگایا ہے۔ ان کے خیال میں نکاحِ مسیار عقدِ باطل ہے، اور اگر یہ باطل نہیں ہے تو یہ عقد فاسد ہے۔[۳۰]

نکاحِ مسیار کا حکم لگانے میں توقف اختیار کرنے والے علماء اور ان کا نقطہ نظر:

اہل عرب میں سے بعض جبکہ برصغیر پاک و ہند سے تعلق رکھنے والے بیشتر علما و مفتیان کرام نکاحِ مسیار کا حکم لگانے میں توقف اختیار کر رہے ہیں۔ جس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ وہ اس مسئلے میں مزید تحقیق اور غور و فکر کرنا چاہتے ہیں تا کہ مطلوبہ حکم ان پر ظاہر ہو سکے۔

نکاحِ مسیار کے جواز کے قائلین کے دلائل:

ایسے علما جو نکاحِ مسیار کو مطلقاً جائز یا جواز مع الکراہۃ کے حکم میں رکھتے ہیں، وہ اپنے اقوال و آراء کو تقویت دینے کے لیے قرآن و حدیث یا اجماع و قیاس سے جو دلائل پیش کرتے ہیں ان کو بالتفصیل ذکر کرنا لازمی ہے تا کہ مسئلے کو سمجھنے میں مدد مل سکے۔

ا۔ نکاح مسیار، ارکان و شرائط کے لحاظ سے نکاحِ دائمی کی مثل ہے، علماء نے نکاحِ مسیار کے حکم کے بارے میں بات کرتے ہوئے استدلال پیش کیا ہے کہ نکاح مسیار ارکان و شرائط اور حقوق و واجبات کے اعتبار سے ایک مکمل نکاح ہے۔ شیخ یوسف المطلق نے اپنی کتاب میں شیخ عبد اللہ بن منیع کا استدلال ان الفاظ میں نقل کیا ہے:

> "انہوں نے اس کی اجازت کی طرف اشارہ کیا کیونکہ یہ ایک ایسا معاہدہ ہے جو عناصر اور شرائط کو پورا کرتا ہے اور ازدواجی عقد کے نتیجے میں اولاد، وراثت، عدت، طلاق، جماع کی اجازت، رہائش، نفقہ اور دیگر حقوق و فرائض کے لحاظ سے تمام حقوق کو شامل کرتا ہے۔ سوائے اس کے کہ میاں بیوی نے رضامندی ظاہر کی ہو اور اس بات پر اتفاق کیا ہو کہ بیوی کو رات بھر قیام یا تقسیم نہیں ملے گی، لیکن یہ شوہر پر منحصر ہے کہ اگر وہ دن یا رات کے کسی بھی وقت اپنی بیوی سے ملاقات کرنا چاہے، اسے ایسا کرنے کا حق ہے، فضیلۃ نے کہا: اگر عورت اپنے حقوق سے دستبردار ہو جائے تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

تاہم اس کا خیال ہے کہ یہ جائز ہے اور اس میں حرام کا کوئی شبہ بھی نہیں ہے اور وہ اسے حرام کہنے سے انکاری ہے اور اس پر بات کرنے سے بھی انکار کرتا ہے۔ اس سلسلے میں وہ کہتے ہیں: شرعی عقود میں اصل اباحت ہے، بشمول نکاح۔ ہر وہ عقد جائز اور صحیح ہے جب تک کہ اسے حرام چیزوں کے لیے ذریعے کے طور پر استعمال نہ کیا جائے، جیسا کہ حلالہ نکاح، عارضی نکاح، اور نکاحِ متعہ، اور نکاح مسیار کے عمل میں کوئی حرام نیت نہیں ہے... میں اس بیان کی مذمت کرتا ہوں کہ یہ حرام ہے، یا اسے روک دیا جائے۔ بلکہ اس کا عقیدہ ہے کہ میسر نکاح کے فائدے اس کے نقصانات سے زیادہ ہیں، اور اس میں وہ کہتا ہے: میں نہیں مانتا کہ میسار کے کوئی برے اثرات ہیں، لیکن اس کے برعکس یہ عورت کی حفاظت کرتا ہے، اس کو پاک رکھتا ہے اور اسے انحراف سے بچاتا ہے۔"[۳۱]

ISSN-Online: 2790-8828
ISSN-Print: 2790-881X

۲۔ نکاح مسیار میں عورت کے حقوق ساقط ہو جانے کو بھی ایک منفی صورت تصور کیا جاتا ہے اور اس بات کی بنیاد پر نکاحِ مسیار پر اعتراض کیا جاتا ہے۔ نکاحِ مسیار کو جائز قرار دینے والے علمانے اس اعتراض کو بے بنیاد قرار دیا ہے۔

شیخ عبد اللہ بن منیع نے اس بارے میں بات کرتے ہوئے کہا:

" یہ دیکھتے ہوئے کہ اس معاہدے میں عورت اپنے پاس رات کے قیام اور کفالت کے حق سے دستبردار ہو جاتی ہے، اس کو ایسا کرنے سے کون سی قانونی رکاوٹ روکتی ہے؟ وہ اس سے مطمئن ہے۔ لیکن انہاں نے زوجین سے مطالبہ کیا کہ وہ عقد میں اس چھوٹ کا اعلان نہ کریں بلکہ اسے خوش اسلوبی سے ممکن بنائیں اور انہوں نے اس کے جائز ہونے پر استدلال کیا کیونکہ یہ ایک ایسا معاہدہ ہے جو ارکان اور شرائط کو پورا کرتا ہے اور عورت کا اپنے کچھ حقوق چھوڑنا، شریعت میں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔"[۳۲]

شیخ امام سعود الشریم نے نکاحِ مسیار میں عورت کے بعض حقوق ساقط ہونے پر بات کرتے ہوئے کہا ہے:

" اگر کوئی عورت اپنے حق سے دستبردار ہو جائے تو وہ اپنے اوپر لوگوں سے زیادہ حق رکھتی ہے، اور نکاح مسیار کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس سے کسی نہ کسی طرح نقصان ہو، اور اس نکاح کو ترک کرنے سے جو فساد ہو، وہ ہو سکتا ہے، اس کے وجود اور تکمیل کے نتیجے میں ہونے والی بدعنوانی سے بھی بدتر ہو۔"[۳۳]

نکاحِ مسیار کو ناجائز قرار دینے والے علما کے دلائل کا محاکمہ:

جو لوگ نکاح مسیار کے ناجائز ہونے کے قائل ہیں ان کے دلائل اور نکاحِ مسیار کے قائلین کی طرف سے ان کے دلائل کے جوابات کا ذکر کرنا بھی اہم ہے۔

ا۔ نکاح مسیار کو ناجائز قرار دینے کی ایک دلیل یہ دی جاتی ہے کہ اس نکاح کے ذریعے نکاح کے مقاصد کماحقہ حاصل نہیں ہوتے۔

نکاحِ مسیار کے قائلین اگرچہ اس دلیل کو تسلیم کرتے ہیں کہ بلاشبہ یہ نکاح، مقاصدِ نکاح کو کماحقہ پورا نہیں کرتا مگر یہ بات اس نکاح کو حرام قرار نہیں دیتی اور کچھ مقاصد کے حصول کے ساتھ اگر کچھ ترک بھی ہو جائیں تب بھی مکمل مقاصد کے حذف ہونے سے بہتر ہے۔ جیسا کہ اگر عورت کچھ مقاصد کو نظر انداز کر کے اپنی عزت، عصمت اور مال کی حفاظت کے مقاصد کو پیشِ نظر رکھ کر یہ نکاح کرلے۔

۲۔ نکاح مسیار کو ناقابل قبول قرار دینے کے لیے ایک دلیل یہ بھی دی جاتی ہے کہ اس نکاح سے مرد کی قوامیت متاثر ہوتی ہے۔

نکاح مسیار کے قائلین اس دلیل کو رد کرتے ہیں کہ ایسی کوئی بات اس نکاح میں نہیں پائی جاتی، مرد مہر کی شکل میں رقم خرچ کرتا ہے اور اس کی قوامیت ہمیشہ قائم رہتی ہے۔

۳۔ نکاحِ مسیار پر اعتراض کرتے ہوئے ایک دلیل یہ دی جاتی ہے کہ یہ نکاح عورت کی اہانت کو شامل ہے۔

نکاحِ مسیار کے قائلین اس دلیل کا رد کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ عورت اگرچہ اپنے کچھ حقوق سے دستبردار ہوتی ہے لیکن اس نے اپنے حالات کے پیشِ نظر ان شرائط کو خود قبول کیا ہے، اور یہ بات نکاح کو ناجائز قرار نہیں دیتی۔

۴۔ نکاحِ مسیار پر ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ یہ پوشیدہ نکاح ہے جو کہ اسلام میں جائز نہیں۔

اس نکاح کے قائلین اس اعتراض کا جواب دیتے ہیں کہ یہ نکاح پوشیدہ نہیں ہوتا، صرف پہلی بیوی یا اس کے اہلِ خانہ سے پوشیدہ رکھا جاتا ہے، جب کہ دیگر لوگ اس سے باخبر ہوتے ہیں، اور گواہوں کی موجودگی اس نکاح کے پوشیدہ نہ ہونے کی دلیل ہے۔

۵۔ بعض لوگ نکاحِ مسیار کو عارضی نکاح قرار دیتے ہوئے اسے نکاحِ متعہ سے مشابہ اور ناجائز قرار دیتے ہیں۔

نکاحِ مسیار کے حامی اس اعتراض کا بالتفصیل جواب دیتے ہیں کہ کس طرح نکاح مسیار اور نکاحِ متعہ میں تضاد موجود ہے، جس میں سب سے اہم فرق نکاحِ متعہ میں بوقتِ نکاح مدت کا تعین لازمی امر ہے جب کہ نکاحِ مسیار میں ایسی کوئی شرط موجود نہیں ہوتی۔[۳۴]

نکاحِ مسیار اور نکاحِ متعہ میں مناسبت اور مخالفت

نکاحِ مسیار کو ناجائز قرار دینے والے علماءِ کرام نکاحِ مسیار کو نکاحِ متعہ کی ہی نئی شکل قرار دیتے ہیں جس کو اسلام نے حرام قرار دیا ہے، ان دونوں کے درمیان نسبت اور اختلاف کو دیکھنے کے لیے ان دونوں کی شرائط پر غور کرنا ضروری ہے۔ نکاحِ متعہ میں ولی اور گواہ کا ہونا لازمی نہیں، اور مقررہ مدت کے بعد مرد اور عورت طلاق کے بغیر ہی جدا ہو جاتے ہیں اور وراثت کا اجرا بھی نہیں ہوتا یہ حرام ہے۔ مگر نکاحِ مسیار کی بیان کردہ شرائط میں ولی اور گواہ کی موجودگی ضروری ہے وقت بھی مقرر نہیں ہوگا، اور نکاح کا اعلانیہ ہونا بھی ضروری ہے اور یہ جائز شرائط کے ساتھ علماء کے نزدیک جائز ہے۔ اور یہ متعہ سے بالکل الگ ہے۔[۳۵] الغرض ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ آج کل کے رائج کردہ نکاحِ مسیار کی شرائط بھی اگر نکاحِ متعہ سے میل کھاتی ہوں تو وہ بھی بلاشبہ حرام ہوگا بصورتِ دیگر حلال شرائط کی موجودگی میں حلال ہوگا۔

نکاحِ عادی اور نکاحِ مسیار میں مناسبت اور مخالفت

نکاحِ مسیار کے قائلین کہتے ہیں کہ اگر نکاحِ مسیار کی درست شرائط کو زیرِ نظر رکھا جائے تو یہ نکاحِ شرعی سے زیادہ موافقت رکھتا ہے، ولی کی موجودگی، گواہوں کی موجودگی، فریقین کی رضامندی، اور اعلانیہ ہونا وغیرہ سب شرائط میں دونوں موافق ہیں ماسوائے اس شرط کے جسے اسلام نے جائز قرار دیا ہے کہ اگر خاوند یا بیوی میں سے کوئی اپنی مرضی سے اپنا حق چھوڑ دے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔[۳۶]

نکاحِ مسیار کے منفی اثرات

نکاحِ مسیار کی وجہ سے معاشرے پر جو منفی اثرات مرتب ہو رہے ہیں یا مستقبل میں جو اثرات ایک المناک صورتحال پیدا کرنے والے ہیں ان پر بھی ایک نگاہِ عمیق ڈالنا ضروری ہے تاکہ ان منفی اثرات سے قبل از وقت معاشرے کو بچایا جاسکے۔

ا۔ خواتین کی جائز حقوق سے محرومی

یہ نکاحِ خواتین کے استحصال کی ایک قسم ہے، شریعت نے جو حقوق عورت کے لیے مقرر کیے ہیں ان کو اگر آج باہمی رضامندی سے بھی حذف کیا جائے گا یہ اگرچہ جائز ہے مگر مستقبل میں لوگ قصداً عورتوں کے حقوق کا استحصال کریں گے جس کی وجہ سے معاشرہ بے راہ روی کا شکار ہوگا اور حالت یہاں تک پہنچے گی کہ عورتیں، حقوقِ تحفظ سے بھی محروم ہو جائیں گی۔[۳۷]

۲-اولاد کا عدم تحفظ

شرعی نکاح میں لمبے عرصے کے لیے خاندانی تعلق پر زور دیا جاتا ہے مگر یہ نکاح، شرعی نکاح کے مقاصد اور اس کی روح کے خلاف جارہا ہے، اسلام بچوں کی صحیح طریقے پر پرورش پر زور دیتا ہے لیکن بچوں کا ایسے گھر میں پیدا ہونا جس میں باپ ہمیشہ غائب ہو یا بہت کم آتا ہو تو ایسے بچے جسمانی اور روحانی طور پر بری طرح متاثر ہوسکتے ہیں، اور اس نکاح کے ختم ہونے کی صورت میں بھی اگر باپ، بچوں کی ذمہ داری قبول کرنے پر تیار نہیں ہوتا، تب بھی بچوں کی مناسب تعلیم و تربیت ممکن نہیں ہوسکتی۔[۳۸]

۳-محض جسمانی تعلق کا اثر

جب آدمی صرف اپنی جنسی ضرورت پوری کرنے کی سوچتا ہے جبکہ اسے اپنی بیوی کا خیال نہیں ہوتا وہ شادیاں کرنے اور طلاق دینے میں ہچکچاتا بھی نہیں ہے، جب بھی وہ چاہے گا وہ مسلسل شادیاں کرے گا اور طلاقیں دے گا، گویا طلاق کی شرح بڑھ جائے گی کیونکہ جب عورت ایک بار اپنے حقوق سے دستبردار ہوگئی تو دوبارہ مطالبے کی صورت میں طلاق کی نوبت آئے گی۔[۳۹] اور عورتیں شادی سے پہلے کی نسبت بھی زیادہ بدتر زندگی گزارنے پر مجبور ہوجائیں گی جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی، شریعت کی نظر میں تو کسی کو تکلیف دینا اور دھوکہ دینا، گناہِ عظیم ہے۔

نکاحِ مسیار کے مثبت اثرات:

نکاحِ مسیار کے حق میں فتویٰ دینے والے علماء کی آراء کے تناظر میں اگر ہم ان سماجی و اقتصادی وجوہات کا جائزہ لیں جن کی بنیاد پر نکاحِ مسیار کی اجازت دی گئی ہے ان وجوہات پر غور کرنے سے نکاحِ مسیار کی کچھ مثبت صورتیں بھی نظر آتی ہیں۔

۱-بیوہ اور بے سہارا خواتین کے لیے محرم پیدا کرنا

ایسی طلاق یافتہ یا بیوہ عورتیں یا عمر رسیدہ عورتیں جو اپنا گھر یا اپنے ذرائع آمدن رکھتی ہوں لیکن دوبارہ نارمل زندگی گزارنے یا ذمہ داریوں کا بوجھ برداشت کرنے سے قاصر ہوں، تو ان کے لیے بے سہارا زندگی گزارنے سے بہتر ہے کہ وہ اپنے چند حقوق چھوڑ دے اور اپنے لیے سہارا ڈھونڈلے۔ ایسی بیوہ خواتین جن کو اپنے خونی رشتہ داروں کی طرف سے کوئی سہارا نہ ملے تو ان کے لیے ایسا شوہر مہیا کردینا جو اپنے فرائض پورے کرنے سے قاصر ہو تو بہر حال یہ ایک مثبت صورت ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ نکاح معاشرے میں غیر شادی شدہ اور شادی کی عمر سے زیادہ عمر میں پہنچ جانے والی عورتوں کے لیے اسلامی معاشرے میں بہت ساری مشکلات کا حل ہے۔[۴۰]

۲-اقتصادی طور پر کمزور لوگوں کے لیے راہ

نکاحِ مسیار ایسے لوگوں کے لیے متبادل ہے جو مالی طور پر تنگ ہوں اور شاہانہ طریقے سے شادی کرنے کے قابل نہ ہوں، مگر ازدواجی زندگی قائم کرنا چاہتے ہوں تو ان کے لیے یہ ایک لچکدار صورت ہے۔

۳-عورت کا اپنے خاندان میں رہنا

ایسی خواتین جو اپنے خاندان میں رہنا چاہیں اور ان کو خاوند سے نان ونفقہ یا رہائش کا مطالبہ نہ ہو اور اپنا حق چھوڑنے کی صورت میں وہ اپنے کچھ فرائض مثلاً خاوند کی خدمت یا اس کے گھر کے کاموں کی ذمہ داری سے بھی دستبردار ہونا چاہیں تو فریقین کی رضامندی سے یہ درست ہو گا، جیسا کہ موجودہ دور میں گھر داماد کی اصطلاح رائج ہے۔[41]

۴-وقت کی کمی

موجودہ افراتفری کے دور میں اگر ایسے مرد جو اپنی بیویوں کو مکمل طور پر وقت دینے سے قاصر ہوں، لیکن جنسی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے وہ یہ لچکدار صورت اختیار کر لیں، لیکن زنا کے قریب نہ جائیں تو یہ ان کے لیے مناسب رستہ ہے۔

خلاصہ

اس ساری بحث کو سمیٹتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ نکاحِ مسیار اگرچہ اس صورت میں جائز ہے جب یہ شریعت کے بیان کردہ ضروری تقاضے پورے کرے، اور شادی کے وقت اگر مرد کی نیت بھی یہ ہو گی کہ وہ عارضی نکاح کر رہا ہے تب بھی ایسا تعلق غیر شرعی اور گناہ والا ہو گا، لیکن اگر شرعی طریقہ پر کم از کم دو گواہوں کے سامنے ایجاب و قبول ہوتا ہے اور مانع نکاح کوئی سبب نہ ہو تو ایسا نکاح درست اور صحیح ہے۔[42] لیکن مستقبل میں اس نکاح کی وجہ سے معاشرے پر بے شمار برے اثرات پڑنے کا خدشہ ہے جس کی وجہ سے اس رستہ کو آزادانہ چھوڑنے سے گریز ضروری ہے، نکاح مسیار اس مرد کے لیے جائز ہو سکتا ہے جو معاشی طور پر مستحکم نہ ہو یا پھر وہ اپنی بیوی کو گھر یا مکمل وقت دینے کے قابل نہ ہو یا ایسی خواتین کے لیے ایک مناسب راہ ہے جو معاشرے میں ضائع خواتین سمجھی جاتی ہیں۔ دراصل معاشرے میں لاتعداد سماجی اور اقتصادی وجوہات ہیں جن کی وجہ سے یہ ایک رواج بنتا جا رہا ہے، مسلم دنیا کے مختلف حصوں میں ہمیں ان وجوہات کو دیکھنا ہو گا اور ایسی فضا پیدا کرنی ہو گی جہاں پر مسلمانوں کے لیے شرعی طریقے پر شادی کرنے کو آسان بنایا جا سکے۔ اور نکاحِ مسیار کا مناسب یا نامناسب ہونا ہر فرد کی انفرادی حالت پر منحصر ہے، ایسا قدم اٹھانے سے پہلے ہر شخص کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے معاملے کے بارے میں کسی باعلم اور خوفِ خدا رکھنے والے عالم سے مشورہ کر لے، تاکہ وہ خود بھی برائی سے بچ جائے اور اپنے اس معاشرے کو بھی برائی سے بچا سکے جو اس قسم کے ہزاروں مسائل میں اختلافِ رائے کی وجہ سے بری طرح متاثر ہو چکا ہے اور اتفاقِ رائے کا متمنی ہے۔

نتائج بحث

نکاح مسیار اگرچہ اپنے ارکان و شرائط کے لحاظ سے ایک مکمل نکاح ہے، مگر اس کو اپنانے سے پہلے اس کے منفی اثرات پر غور کرنا ضروری ہے، اور اس بات کو بھی ملحوظ رکھنا ضروری ہے کہ اس نکاح کی بعض صورتیں بعض کی نسبت زیادہ منفی اثرات کی حامل ہیں، جیسا کہ مرد کا کسی کام کے سلسلے میں دوسرے ملک رہنا اور کچھ مدت کے لیے نکاح کرنا اور پھر اس کو ختم کر دینا، نکاحِ مسیار کی یہ صورت معاشرے پر منفی اثرات زیادہ مرتب کرے گی، جب کہ اس کے برعکس اگر کوئی مرد یا عورت ایک ہی ملک یا شہر کے اندر رہتے ہوئے اپنی اپنی بعض مجبوریوں کے باعث

نکاح کی یہ آسانی والی صورت اختیار کریں اور باہم رضامند بھی ہوں تو یہ صورت مثبت اثرات کی حامل ہے۔ اس لیے نکاحِ مسیار کو ایک مثالی نکاح تصور کرنا بھی درست نہیں ہو گا، لیکن بوقتِ ضرورت نکاح کی ایک ممکنہ صورت ہے۔

سفارشات

۱۔ نکاح مسیار ایسا نکاح ہے جس میں جواز کی ساری شرائط پائی جاتی ہیں۔ علماء کرام کو چاہیئے کہ وہ اس مسئلے پر تحقیق کریں۔ نکاح مسیار کی ضرورت کو سمجھتے ہوئے اس نکاح کے فوائد اور نقصانات کو سامنے رکھ کر ایسے شرعی شرائط سے مربوط کریں جن سے نقصان کم سے کم ہونے کا گمان ہو۔

۲۔ اسلامی ممالک کو چاہیئے کہ علماء کرام کی ایسی علمی مجالس منعقد کروائیں جو اس موضوع پر مختلف جہتوں سے شرعی دلائل پیش کریں، علمی بحث کریں اور امت مسلمہ کو اس الجھن سے نکالنے کی سعی کریں۔

۳۔ مذہبی اسکالرس اور محققین کو چاہیئے کہ وہ بھی نکاح مسیار کو مختلف جہتوں سے جانچیں۔ اس پر تحقیق کریں۔ اس کے فوائد، اس کے نقصانات، اس سے پیدا ہوئے والے مسائل، خدشات اور معاشرتی بگھاڑ کو زیر بحث لائیں تاکہ یہ مسئلہ کھل کر عوام کے سامنے آجائے اور وہ اس کے مثبت و منفی اثرات سے واقف ہو سکیں۔

۴۔ یونیورسٹیز کو چاہیئے کہ وہ اپنے شاگردوں سے نکاح مسیار پر تھیسز لکھوائیں۔

۵۔ تحقیقی مجلات والے حضرات محققین سے اس موضوع پر تحقیق کر کے مضمون لکھوائیں اور ان کی تحقیق کو اپنے مجلات میں شائع کریں۔ تاکہ یہ مسئلہ تحقیق سے اور بھی زیادہ کھل کر سامنے آجائے۔

حوالہ جات:

---

[1] دار الفتاء، جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی، فتوی نمبر ۱۴۴۰۱۲۲۰۱۳۶۳، ۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۴۳ھ۔

[2] الحجیلان، عبد العزیز بن محمد بن عبد اللہ، المختار فی زواج المسیار، (عمان، دار الصنعاء للنشر والتوزیع، ۲۰۰۹ء)، ص ۶

[3] لاہوری حافظ عمران ایوب، فقہ الحدیث، (کراچی، فقہ الحدیث پبلیکشنز، جولائی ۲۰۰۴ء)، ج ۲، ص ۱۳۱

[4] امام بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، (الریاض، دار الاسلام للنشر والتوزیع، ۱۹۹۹ء)، کتاب الھبۃ و فضلھا والتحریض علیھا، حدیث نمبر: ۲۵۹۳

[5] جریدۃ الجزیرہ، پیر ۱۸ جمادی الاول ۱۴۱۷ھ، شمارہ ۸۷۶۸

[6] الاشقر، اسامہ عمر سلیمان، مستجدات فقھیۃ فی قضایا الزواج والطلاق، (الاردن، دار النفائس للنشر والتعوزیع، ۱۴۲۰ھ۔ ۲۰۰۰ء)، ص ۱۷۹

[7] دار الافتاء والقضاء جامعہ بنوریہ کراچی، فتویٰ نمبر ۹۸۸۱، ۱۵ محرم ۱۴۳۲ھ، ۲۹ ستمبر ۲۰۱۰

[8] المطلق عبد الملک بن یوسف بن محمد، زواج المسیار دراسۃ فقھیۃ واجتماعیۃ نقدیۃ، (الریاض، دار ابن لعبون للنشر والتوزیع، ۱۴۲۳ھ)، ص ۱۴۷۔ ۱۴۸

[9] القشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، (لاہور، نعمانی کتب خانہ اگست، ۲۰۰۴ء)، ج ۲، کتاب النکاح، حدیث ۳۴۷۲۔

[10] جریدۃ الجزیرہ، پیر ۱۸ جمادی الاول ۱۴۱۷ھ، Issue No 8768

[11] جریدۃ الجزیرہ، جمعہ ۱۵ ربیع الثانی ۱۴۲۲ھ، Issue No 10508

[12] المختار فی زواج المسیار، محولہ بالا، ص ۱۵۹

[13] زواج المسیار دراسۃ فقھیۃ واجتماعیۃ نقدیۃ، محولہ بالا ص ۱۱۳

۱۴ ایضا

۱۵ ایضا، ص ۱۱۳۔۱۱۴

۱۶ ایضا، ص ۱۱۴

۱۷ ایضا، ص ۱۱۴۔۱۱۵

۱۸ ایضا، ص ۱۱۵

۱۹ ایضا، ص ۱۱۵۔۱۱۶

۲۰ زواج المسیار دراسۃ فقھیۃ واجتماعیۃ نقدیۃ، محولہ بالا، ص ۱۱۶

۲۱ القرضاوي، علامہ یوسف، زواج االمسیار حقیقتہ وحکمہ، (القاھوہ، مکتبہ وھبۃ للطباعۃ والنشر، ۱۰ ینایر ۲۰۰۵ء)، ص: ۱۲. ۱۱

۲۲ زواج المسیار دراسۃ فقھیۃ واجتماعیۃ نقدیۃ، محولہ بالا ص ۱۲۴

۲۳ زواج المسیار دراسۃ فقھیۃ واجتماعیۃ نقدیۃ، محولہ بالا، ص ۱۱۷

۲۴ ایضا، ص ۱۱۸

۲۵ ایضا، ص ۱۱۹

۲۶ ایضا، ص ۱۱۹۔۱۲۰

۲۷ ایضا، ص ۱۲۰

۲۸ سورۃ روم، ۲۱:۳۰

۲۹ .زواج المسیار دراسۃ فقھیۃ واجتماعیۃ نقدیۃ، محولہ بالا ص ۱۲۰

۳۰ ۔ایضا، ص ۱۲۰

۳۱ ایضا، ص ۱۱۷۔۱۱۸

۳۲ ایضا، ص ۱۱۷۔۱۱۸

۳۳ ایضا، ص ۱۱۸۔۱۱۹

۳۴ ایضا، ص ۹۹

۳۵ المختار فی زواج المسیار، محولہ بالا، ص ۱۱۹۔۱۲۰

۳۶ ایضا، ص ۲۲۲

۳۷ مستجدات فقھیۃ فی قضایا الزواج والطلاق، محولہ بالا، ص ۱۸۱۔۱۸۲

۳۸ دار الفتاء، جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاون کراچی، فتوی نمبر ۱۴۴۰۱۲۲۰۱۳۶۳، ۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۴۳ھ

۳۹ دار الافتاء، جامعہ الرشید کراچی، فتویٰ نمبر ۶۲۳۵۶، ۲۸ فروری ۲۰۱۸۔

۴۰ محدث فتویٰ، مجلس تحقیق اسلامی، ۱ جنوری ۲۰۱۳، فتویٰ نمبر: ۲۳۰۷۔

۴۱ زواج المسیار دراسۃ فقھیۃ واجتماعیۃ نقدیۃ، محولہ بالا، ص ۱۴۸۔۱۴۹

۴۲ دار الافتاء، دار العلوم دیوبند الھند، فتویٰ ۴۶۰ / ۷۰ ۴، جواب نمبر ۲۳۸۵